السلام علیکم ورحمة اللہ وبرکاتہ

سورۃ بقرہ میں اللہ تعالی نے فرمایا : ۔

اِنَّ لَّذِينَ كَفَرُواْ سَوَآءٌ عَلَيهِم ءَأَنذَرتَهُم أَم لَم تُنذِرهُم لَا يُؤمِنُونَ --سورة البقرة 6

’’کافروں کو آپ کا ڈرانا، یا نہ ڈرانا برابر ہے، یہ لوگ ایمان نہ لائیں گے ‘‘

اس کے آگے ہے ۔

خَتَمَ للَّهُ عَلَىٰ قُلُوبِهِم وَعَلَىٰ سَمعِهِم وَعَلَىٰٓ أَبصَٰرِهِم غِشَٰوَة وَلَهُم عَذَابٌ عَظِيم ٧ --سورة البقرة 7

’’ اللہ تعالیٰ نے ان کے دلوں پر اوران کے کانوں پر مہر کردی ہے اوران کی آنکھوں پر پردہ ہے اوران کےلئے بڑاعذاب ہے ‘‘

اس آیت سے ظاہر ہے کہ زمین وآسمان کاٹل جانا ممکن ہے مگران کا ایمان لانا ناممکن ہے مگرتاریخ بتارہی ہے ۔ کہ حضرت رسول کریم ﷺ فوت نہیں ہوئے کہ وہ سب منکرین حضورپرایمان لے آتے ہیں ۔ جب یہ مسلمہ امر ہے کہ تمام اہل مکہ اورمدینہ حضورپرایمان لے آئے توپھر ختم اللہ علی قلوبہم کاکیا معنی ہے ۔ ؟ دوسرا سوال یہ ہے کہ ختم کے معنی ہمیشہ کے واسطے مسدود کردینا منقطع کردینا کہاں سے نکالےگئے ۔ قرآن مجید میں ختم کے مشتقات مختلف مقامات میں استعمال ہوئے ہیں ۔ مگرایک جگہ بھی اس معنوں میں استعمال نہیں ہوئے تفسیر القرآن بالقرآن کے اصول پرجب اس آیت الیوم نختم کوہم وسیق الذین کفروا الی جہنم زمرا کے سامنے پش کرتے ہیں ۔ کہ قیامت کے روزجب جہنم کے چوکیدار جہنمیوں سے دریافت کریں گے کہ کیا تمہارے پاس رسول نہیں آیا تھا توالیوم نختم کے قول کے خلاف نظرآرہے ہیں ۔ علاوہ ازیں نختم علی قبلک یطیع علی قلبک بھی قرآن مجید میں ہے جس سے ثابت ہواکہ طبع اورختم مترادف الفاظ ہیں ۔ پھر ختم کے معنی ہمیشہ کےلیے مسدود کرنا کہاں سے نکالےگئے ۔ جزاکم اللہ خیرا

الجواب بعون الوهاب بشرط صحة السؤال

وعلیکم السلام ورحمة اللہ وبرکاتہ!

الحمد للہ، والصلاة والسلام علیٰ رسول اللہ، أما بعد!

اس سوال کا حل اختصار کے ساتھ ہم عرض کرتے ہیں ۔ تفصیل دیگرعلماء پرچھوڑتے ہیں ۔ سائل نے مابعد کی آیات دیکھی ہیں ماقبل کی نہیں دیکھی ۔ اس سے قبل خدا فرماتا ہے ہدی للمتقین ۔ یعنی قرآن مجید پرہیز گاروں کےلیے ہدایت ہے ۔ پرہیز گاروں سے مرادیہاں وہ ہیں جن کا خاتمہ پرہیزگاری پر ہونے والاہے ۔ کیونکہ اعتبار خاتمہ کا ہے ۔ پہلے خواہ کوئی حالت ہو ۔ اگرساری عمر پرہیزگاری میں گزری ہواور مرنے کے قریب مرتد ہوگیا ہو تواس کی پہلی پرہیزگاری فائدہ نہیں دے سکتی ۔

قرآن مجید میں ہے :

وَمَن يَرتَدِد مِنكُم عَن دِينِهِۦ فَيَمُت وَهُوَ كَافِر فَأُوْلَٰٓئِكَ حَبِطَت أَعمَٰلُهُم فِي لدُّنيَا وَ لآخِرَةِ وَأُوْلَٰٓئِكَ أَصحَٰبُ لنَّارِ هُم فِيهَا خَٰلِدُونَ ٢١٧ --سورة البقرة 217

’’اور تم میں سے جولوگ اپنے دین سے پلٹ جائیں اوراسی کفر کی حالت میں مریں، ان کے اعمال دنیوی اوراخروی سب غارت ہوجائیں گے ۔ یہ لوگ جہنمی ہوں گے اور ہمیشہ جہنم میں ہی رہیں گے ‘‘

اس آیت سے معلوم ہواکہ پہلے خواہ مدت دینداری اورپرہیزگاری میں گزرجائے تواس کا کوئی اعتبار نہیں ۔ اسی طرح اگرپہلے کفر کی حالت ہواوراخیر میں تائب ہوجائے تواس کے متعلق بھی خداتعالی کاارشاد ہے ۔

فَأُوْلَٰٓئِكَ يُبَدِّلُ للَّهُ سَيِّ‍َٔاتِهِم حَسَنَٰت وَكَانَ للَّهُ غَفُورا رَّحِيما --سورة الفرقان 70

’’ایسے لوگوں کے گناہوں کواللہ تعالیٰ نیکیوں سے بدل دیتا ہے، اللہ بخشنے والا مہربانی کرنے والا ہے ‘‘

پس جب مدارخاتمہ پرہوااوراس آیت سے وہی مراد ہوئے جن کا خاتمہ پرہیزگاری پر ہونے والاہے توان الذین کفروا سے مراد بھی وہی کافرہوں گے جن کا خاتمہ کفر پر ہونیوالا ہے ۔ جوخدا کے ہاں ابلیس کی طرح ازلی شقی ہیں ۔ پس ان کے حق میں ختم سے مرادیہی ہوگا کہ ان کا راستہ ہمیشہ کےلیے مسدود ہے اور ختم کے معنی ہمیشہ ایک نہیں ہوتے ۔ بلکہ جیسا مقام ہے ویسے ہوتے ہیں ۔ یہاں چونکہ ارشاد ہے کہ ان لوگوں کوڈرانا نہ ڈرانا یکساں ہے یہ ایمان نہیں لائیں گے ۔ اس لیے یہاں یہی مراد ہوگی کہ ان کےلیے ہدایت کا راستہ مسدود ہے ۔ اوریہ ازلی شقی ہیں ۔ پس اب کسی قسم کا اعتراض نہیں رہا کیونکہ اگرمکہ والے یا دوسرے لوگ ایمان لائے ہیں تواس کی وجہ یہ ہے کہ ان کےلیے ہدایت کا راستہ مسدود نہیں ہوااوروہ ازلی شقی ہوکران الذین کفرواالایۃ کے تحت داخل نہ تھے بلکہ ہدی للمتقین کے تحت تھے ۔ پس ان کوہدایت ہونی ضروری تھی ۔

بعض مفسرین نے لکھا ہے کہ ان الذین کفروا سے ابوجہل وغیرہ خاص کافر مراد ہیں۔ اوران الذین کفروا میں موصول کی تعریف عہد خارجی کی قسم سے ہے۔ چنانچہ بیضاوی وغیرہ میں اس طرح لکھا ہے۔ پس اس صورت میں بھی کوئی جھگڑا نہیں رہتا۔ کیونکہ اگرمکہ مدینہ والے ایمان لائے ہیں۔ توخاص خاص لوگ جواس آیت سے مراد ہیں۔ جیسے ابوجہل وغیرہ ان کوایمان نصیب نہیں ہوا بلکہ وہ کفر کی حالت میں رخصت ہوگئے۔ پس آیت اپنی جگہ ٹھیک رہی اور ختم کے معنی بھی یہی ہوئے کہ ان کےلیے ہدایت کا دروازہ ہمیشہ کےلیے مسدود ہے۔ خداتعالی اس حالت سے بچائے۔

هذا ما عندي والله أعلم بالصواب

فتاویٰ اہلحدیث

کتاب الایمان، مذاہب، ج1ص130

محدث فتویٰ